دنیا اور امریکی استعمار اپنے لئے چیلنج قرار دے رہے ہیں۔ اس لئے وہ پریشانی اور بزدلی کی حالت میں غیر اخلاقی اور پرتشدد جنگ لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے۔ دلائل اور اخلاق کے میدان میں وہ شکست کھا چکا ہے مگر وہ جبر وظلم کا آخری ہتھیار استعمال کرنا چاہتا ہے۔ جو قومیں اس طرح کا وطیرہ اختیار کرتی ہیں' شکست ان کا مقدر بنتی ہے۔

افغانستان کی کمزور اور مفلس حکومت کو بھی وہ برداشت نہ کرسکے۔ ان کو بھی انہوں نے اپنے لئے چیلنج سمجھا۔ پھر جو کچھ کیا وہ کم از کم انسانی شرافت کے دائرہ میں ہرگز نہیں تھا۔ اب نتیجہ ان کے سامنے ہے۔ افغانستان میں سب سے زیادہ غیر محفوظ امریکی فوجی ہیں یا افغان حکمران!

پھر عراق میں امریکیوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہلاکو اور چنگیز کو بھی مات کرگئے۔ مگر ان کو کیا ملا؟ خوف، مایوسی، بربادی، تباہی اور دنیا بھر کی ملامت۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا......؟

امریکہ اب مزید مسلم ملکوں پر حملہ کرنے کی جسارت ہرگز نہیں کرے گا۔ وہ دنیا بھر اور اپنے حلیف ملکوں کے عوام میں بھی ذلیل، خوار اور پسپا ہوچکا ہے۔ اب ان کے پیچھے ہٹنے' کمزور ہونے اور ان جنگوں کے نتائج دیکھنے کا وقت قریب ہے۔

امریکہ اپنے ظلم، جبر، تشدد اور غیر اخلاقی اقدامات کی وجہ سے تباہی کے قریب پہنچ چکا ہے۔ دنیا ایک نئے نظام' نئے نظریہ اور نئی عادلانہ قیادت کے آنے کی منتظر ہے۔ اہل ایمان آپ یقین کریں آپ اپنے دین اور خالق السمٰوات والارض پر پورا بھروسہ کریں۔آپ کی منزل اب قریب ہے اور بہت قریب......! انشاء اللہ

تحریر: محمد سلیمان طاہر

''پاک-افغان ایک جان دو قالب''

(دونوں ملکوں کی ترقی' خوشحالی اور استحکام کے لئے عملی اقدامات)

''سیمینار- پاک افغان دوستی- منعقدہ ۲۰۰۲ بمقام کوئٹہ''میں پڑھا گیا

پاکستان اور افغانستان' اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اس زمین پر دو ایسے ممالک ہیں کہ ان میں بے شمار مشترکہ چیزیں اور ان گنت موافق امور پائے جاتے ہیں۔ یہ دو ملک ایسے خطہ زمین پر موجود ہیں کہ ایک دوسرے سے ملحق تو رہ سکتے ہیں، مگر جدا ہونے' منتشر رہنے یا ایک دوسرے سے غیر متعلق ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

یہ دونوں ممالک اگر ایک دوسرے کے ساتھ خیر سگالی' اتحاد واخوت اور محبت وبھائی چارے کے جذبات کے ساتھ زندگی بسر کیے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے' اور دیکھنے والا ایسا محسوس کرتا ہے کہ ایک خاندان کے افراد بلکہ ایک گھر کے بھائی آپس میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر ان دونوں ملکوں میں کوئی ناچاقی یا ناراضگی پیدا ہوجاتی ہے تو دیکھنے والی ہر آنکھ یہ نظارہ کرتی ہے کہ جیسے دو بھائیوں میں یا خاندان کے افراد میں کوئی کھٹ پٹ اور ناراضگی پیدا ہوگئی ہے، جو نہیں ہونی چاہیئے یا جلد ان میں صلح ہوجانی چاہیئے۔ اس لئے یہ محاورہ استعارتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ان ملکوں پر صادق آتا ہے کہ:

''پاک وافغان ایک جان دو قالب کی حیثیت رکھتے ہیں۔''

دنیا میں کسی بھی دو ملکوں کے درمیان دوستی' اعتماد' تعاون وتوافق' ایثار' قربانی' وسائل کی فراہمی' آڑے وقت میں ہر چیز کی پیشکش' بالآخر تحفظ وسلامتی کے لئے دفاعی سامان کی فراہمی وغیرہ امور ایسے ملکوں کے درمیان ہوتے ہیں' جو روایتی سفارتی تعلقات نہیں بلکہ اخوت ومحبت کے عظیم اور لازوال رشتوں میں منسلک ہوتے ہیں۔ پاکستان کا یہ رشتہ صرف افغانستان ہی کے ساتھ قائم ہے اور قائم رہ سکتا ہے۔ کئی اسباب ووجوہات ایسے ہیں کہ یہ رشتہ اور مضبوط تعلق کسی دوسرے ملک کے ساتھ غالباً قائم نہیں ہوسکتا۔ سوائے حرمین شریفین کے تعلق سے حجاز مقدس سے اکسی ملک کے ساتھ مضبوط تعلقات کی بنیادیں حسب ذیل ہوتی ہیں:

- ☆ نظریاتی وحدت
- ☆ جغرافیائی وحدت
- ☆ معاشی اور تجارتی ضرورت
- ☆ ملکی تحفظ اور سلامتی کی ضرورت
- ☆ خوشحالی کے وسائل کی موجودگی

اس فہرست میں کچھ چیزوں کا اضافہ بھی ہوسکتا ہے، مگر عمومی طور پر یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ان بنیادی اسباب کے تحت کوئی بھی ملک دوسرے ملک سے قریب آتا ہے اور پھر قریب سے قریب تر ہوجاتا ہے۔

۱- ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ پاکستان اور افغان کے درمیان مذکورہ بالا بنیادی اسباب کس حد تک مؤثر عامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان اسباب کی موجودگی میں ہی' یہ ممالک مشترکہ نکات پر منصوبہ بندی کرسکتے ہیں اور اسی پس منظر میں خوشحالی، ترقی اور استحکام کے عملی اقدامات کو روبعمل لایا جاسکتا ہے۔

نظریاتی وحدت

پاک وافغان دونوں ملک ایک دین' دینِ اسلام پر یقین رکھتے ہیں دونوں میں نظریاتی وحدت، مضبوط اور مستحکم ہے۔ دونوں ممالک کے عوام توحید ورسالت کے لازوال رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں' اسلام کی تعبیر وتشریح اور فروعی مسلک تک میں دونوں ملک کے اکثریتی عوام ایک ہی مسلک ونظریہ میں منسلک ہیں۔ خلافتِ راشدہ کے مبارک دور میں خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہاں اسلام کا پیغام پہنچا، اسی دور میں کابل فتح ہوا۔ یہ خطہ زمین اصحاب محمد ﷺ کے پاک قدموں سے منور ہوا ہے۔ موجودہ پاکستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے قریبی حصے بھی یقیناً اسی وقت اس رحمت کے پیغام سے آشنا ہوئے ہوں گے اور یہ پہاڑوں کے سلسلے تکبیروں کے نعروں سے لازماً گونجے ہوں گے۔ یہ خطہ زمین' دور اول میں ہی اسلام کی آغوش میں آچکا ہے۔ اس خطہ کے باشندوں پر نظریہ اسلام نے ایسی روشنی ڈالی ہے، ان کو اس طرح منور کیا ہے کہ ان کی تہذیب' ثقافت' کلچر' روایات اور رویے سب کچھ اسلامی اقدار کے پرتو اور قالب میں ڈھل چکے ہیں۔ اگرچہ بعض قبائلی چیزیں اور مرور زمانہ کے ساتھ کچھ رسوم ورواج' ضرور ایسے موجود ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مگر بایں ہمہ اس خطہ کے عوام کے رگ وریشہ میں اسلام ایک متحرک عنصر کی طرح زندہ ہے اور اپنا کردار ادا کررہا ہے۔ اس خطہ سے میری مراد افغانستان اور اس کے ساتھ ملحق سرحد اور بلوچستان کے علاقے ہیں۔ افغانستان میں اسلام کی آمد کے بعد جلد ہی مکران کا علاقہ مشرف بہ اسلام ہوا۔ پھر اس کے بعد پہلی صدی ہجری میں ہی سندھ باب الاسلام بنا۔ اس وقت سندھ بلوچستان کے سرحدی علاقوں اور پنجاب کے ملتان تک علاقوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح قریب قریب موجودہ پاکستان۔ اسلام کے پیغام رحمت سے منور ہوکر افغانستان اور پاکستان کے دونوں خطے لازوال ابدی اور ازلی رشتوں میں منسلک ہوگئے۔ صدیوں کے اس عمل نے دونوں ملکوں کو دینی اخوت اور نظریاتی حمیت میں ایک دوسرے کے ساتھ ایسا منسلک کردیا ہے کہ اس پر حافظ کا یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے کہ۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
پس نگوید ہیچ کس بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جغرافیائی وحدت

پاک وافغان کے زمینی خطے باہم ملے ہوئے ہیں' تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ خطے آپس میں ملتے رہے' جدا ہوتے رہے، ایک ہی حکمرانی کے تحت رہے ہیں۔ فاتحوں کی زیرِنگرانی ان کی حدود بنتی اور مٹتی رہیں۔

مفاتیح العلوم میں الخوارزمی لکھتے ہیں کہ۔

''سلطنت اموی کی سیاسی تقسیم یوں تھی کہ خراساں وماوراء النہر سے کابل' پنجاب اور سندھ کا تمام مفتوحہ علاقہ' ولایت عراق عجم میں شامل تھا' والی کی طرف سے دو گورنر مقرر کیے جاتے تھے۔ ایک حاکم خراساں تھا جس کا صدر مقام ''مرو'' تھا۔ دوسرا حاکم کابل' جو پنجاب اور سندھ کے نظم ونسق کا ذمہ دار تھا۔''

یہی مصنف عہد عباسیہ میں سیاسی تقسیم یوں بتاتے ہیں:

''ولایت خراسان' جو نیشاپور اور ہرات سے، بلخ اور طخارستاں کے علاقہ پر مشتمل تھی، ولایت سیستان' جو کابل تک پھیلی ہوئی تھی، اور ولایت توران' جو مکران اور سندھ کی حدود تک وسیع تھی۔''

ان ولایتوں کا دفتری اور مالی نظام منسلک تھا، باقاعدہ منظم تھا۔ افغانستان پر مختلف ادوار میں طاہریاں' صفاریاں' دودماں' فریغونیاں' لودیان ملتان (۲۵۹- ۲۰۵ھ) (۲۹۳-۲۴۷ھ) (۳۰۰ھ) (۳۹۰ھ) (۴۰۱ھ) حکمران آتے رہے۔ مؤخرالذکر خاندان میں سلطان محمود غزنوی نے ایک وسیع مملکت پر حکومت قائم کی۔